قرون وسطی کے مسلمان اساتذہ

ریاض حسین ایم اے۔

مسلمان اساتذہ نے ''فن تعلیم،، پر کتابیں اور مضامین کثرت سے لکھے ہیں۔ قرون وسطی کے مصنفین میں سے علامہ الذرنوجی نے ۱۲۰۳ء میں ''تعلیم کے فن،، پر ایک مضمون لکھا جس میں تعلیم کے بارے میں اس دور کے اساتذہ کے نقطہ نظر کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان کے اس مضمون سے چند مشہور اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

''قدیم باتوں پر اعتماد رکھو اور انہی پر عمل کرو، نئی باتوں کو جانچو لیکن ان سے دور ہی رہو تو بہتر ہے،،۔

''جب لوگ قدیم باتوں سے کٹ جاتے ہیں تو کئی جھگڑے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ان جھگڑوں سے خبردار رہو اور اپنے آپ کو ان میں الجھانے سے بچو،،۔

''علم حاصل کرنے کے لئے سب سے بہتر عمر عنفوان شباب ہے۔ مطالعے کے لئے سب سے اچھا وقت سحر اور سورج غروب ہونے کے بعد سے لے کر رات کی پہلی گھڑی ہونے تک ہے،،۔

''یاد داشت کو بہتر بنانے کے لئے مسلسل ذہنی ریاضت توجہ اور جانفشانی کی ضرورت ہے،،۔

''ذہن کو تازہ رکھنے کے لئے اور اعلی پائے کی یاد داشت کی قوت پیدا کرنے کے لئے طالب علم کو مندرجہ ذیل عمل کرنے چاہئیں۔

(۱) رات کو کھانا کم کھایا کرے (۲) مطالعہ کرتے وقت دعا مانگ لیا کرے۔

(۳) نماز پڑھے اور قرآن کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرے،،۔

اس دور میں شہروں کی کئی مسجدوں اور عام مقامات پر مباحثے منعقد کئے جاتے تھے جہاں لوگوں کے حالات حاضرہ پر علمی انداز میں رائے زنی کرتے تھے۔ بصرہ کے بازاروں اور منڈیوں میں زبان دانی کے طالب علم اور استاد عام بدو تاجروں سے گھل مل کر گفتگو کیا کرتے تھے۔ تاکہ ان کے صحرائی لب و لہجہ سوچنے کے انداز اور ان کی مختلف بولیوں سے واقف ہو سکیں۔ اس کی ایک مثال ہمیں الجاحظ کی زندگی میں ملتی ہے جو ابتدائی دور کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کے علمی مشاغل بڑے وسیع اور مختلف النوع تھے۔ وہ دن میں بصرہ کی کئی مسجدوں کے درس میں شریک ہوتے جہاں مختلف مضامین کی اعلی تعلیم کا انتظام تھا۔ الجاحظ دن کا کچھ حصہ زبان دانی کے طالب علموں کے ساتھ گزارتے، پھر علم لغات کے ماہرین کی مجلس میں جا بیٹھتے۔ اس کے بعد ادبیات، شاعری اور حدیث کے درس میں حاضر ہوتے۔ اپنی دلچسپی اور توجہ ایک ہی مضمون پر مرکوز کرنے کی بجائے وہ کئی مضامین میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے کئی ''حلقوں،، میں شامل تھے۔ اس دور میں علم زبان میں تحقیقی کام کے لئے طلباء اور اساتذہ کا طریقہ بڑا دلچسپ تھا۔ اور کسی بھی زبان کی ترویج و ترقی کے لئے آج بھی نہایت مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔ الجاحظ اور ان کے ساتھی طلباء و دانشور بصرہ کی منڈیوں میں چلے جاتے وہاں اسلامی سلطنت کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے تاجروں، سیاحوں، مسافروں، شہری و دیہاتی، تعلیم یافتہ و ان پڑھ، سب طرح

کے لوگوں کو آپس میں روز مرہ کی بولیاں بولتے سنتے، خود بھی ان سے بات چیت کرتے اور اس طرح زندہ زبانوں اور ان کی بولیوں کے روز مرہ الفاظ، ضرب الامثل ترکیبوں اور ان کے اصل و صحیح اور مستعمل معانی سے واقفیت حاصل کرتے اور واپس آکر منڈیوں اور بازاروں سے حاصل کی ہوئی معلومات کے مطابق فرہنگ اور لغات مرتب کرتے۔ ان تمام مشاغل کے ساتھ ساتھ روزی کمانے کے لئے الجاحظ اپنے استاد اور مشہور عالم ابراھیم ابن سیار النظام کا تجارتی مال بھی شہر اور مضافات میں بیچا کرتے تھے۔ الجاحظ ۲۴ برس تک اسلامی مضامین کا علم حاصل کرتے رہے اور پھر اس سے بھی لمبا عرصہ انھوں نے غیر ملکی زبانوں اور ان کے ادب خاص طور پر یونانی کتب پڑھنے میں صرف کیا۔ اپنی ذھانت اور کثیر علمی و تحقیقی سرگرمیوں کے اعتبار سے الجاحظ ایک منفرد عالم تھے۔ لیکن اکثریت ایسے علماء کی ہوتی تھی جو ایک ھی مضمون میں دسترس حاصل کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

بہت سے مسلمان اساتذہ قوی یاد داشت کے مالک تھے۔ محمد ابن زید الاعربی دس سال تک سو طالبعلموں کی ایک جماعت کو درس دیتے رہے اور نوٹس لکھواتے رہے لیکن ان دس سالوں کے دوران کسی طالب علم نے جماعت میں ان کے ھاتھ میں کوئی مسودہ یا کاغذ کا پرزہ نہیں دیکھا جس پر یادداشت کے لئے اشارات لکھے ہوں۔

تاھم یہ بھی ایک حقیقت ھے کہ قرون وسطے کے عالم اپنی بے پناہ قوت حافظہ کے باوجود حوالوں میں بسا اوقات غلطی کر جاتے ھیں۔ ''الفہرست،، کے مصنف نے عظیم شاعر جریر کا کلام درج کیا ھے اس کا موازلہ اگر جریر کے اپنے مرتب کردہ دیوان سے کیا جائے تو اس میں چند ایک غلطیاں پائی جاتی ھیں۔ اس کی وجہ یہ ھے کہ ''الفہرست،، کے مصنف نے صرف اپنی یاد داشت

سے کام لے کر جریر کا کلام اپنے مسودے میں شامل کیا تھا۔ اگر وہ ''جریر،، کا اصل مسودہ سامنے رکھ لیتے تو یہ غلطیاں نہ ہوتیں۔

اس دور کے اکثر مصنفین کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کے نظریات و اقوال کو نقل کرکے ان کی تشریح کر دیتے ہیں اور اپنے نقطۂ نظر یا اپنے ذاتی خیالات کا اظہار نہیں کرتے نہ ہی کوئی نیا نظریہ بیان کرتے ہیں۔ الرومانی نے مثال کے طور پر دوسرے علماء کے نظریات کی تشریح کے لئے دس کتابیں تحریر کیں اس کے علاوہ نظریاتی مسائل پر آٹھ کتب اور لکھیں لیکن ایک میں بھی کوئی نیا نظریہ پیش نہیں کیا۔ عام طور پر اس زمانے میں طالبعلموں سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ ہر مسئلے میں اپنے استاد کے نظریے کو اٹل حقیقت سمجھکر اسی کا اعادہ کرنے پر اکتفا کریں گے جدت پسندی، نئے نظریات کی تخلیق قرون وسطی کے طالبعلم کا خاصہ نہ تھا۔ تحقیقی کام کا مطلب فقط اتنا تھا کہ کسی موضوع پر سواد اکھٹا کرکے اسے ترتیب کے ساتھ یکجا کر دیا جائے۔ نئے اصول وضع کرنا، نئے نظریات اپنا کر تحقیق کی نئی راہیں نکالنا ابھی تک اس میں شامل نہ تھا۔

اس دور کے اساتذہ کے پڑھانے اور کتابیں تصنیف کرنے کے طریقوں پر مزید معلومات ہمیں ایک بہت بڑے عالم الفراء کی علمی سر گرمیوں سے بھی ملتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک اعلی سرکاری ناظم کو کسی مسئلے کے بارے میں قرآنی احکامات جاننے کی ضرورت آن پڑی۔ اس نے الفراء کو بلا کر کہا ''مجھے اس مسئلے کے بارے میں قرآنی احکامات تحریری طور پر چاہئیں،،۔

الفراء اپنی مسجد میں واپس آئے اور شاگردوں سے کہا ''ادھر آؤ میرے ارد گرد بیٹھ جاؤ میں تمھیں قرآن کے بارے میں ایک کتاب لکھواتا ہوں۔ پھر مؤذن سے کہا ''تم قرآن کی پہلی آیت پڑھو اور میں اس کی تشریح

کرتا ہوں،، ۔ اس طرح موذن قرآنی آیات پڑھتا جاتا، تھا الفراء ان کی تشریح کرتے تھے اور شاگرد لکھتے جاتے تھے ۔ کئی دن کے بعد جب کام ختم ہوا تو تمام شاگردوں کے مسودوں کو ایک ساتھ پڑھا گیا تاکہ اگر کسی نے کچھ چھوڑا ہو یا غیر ضروری مواد شامل کر دیا ہو یا لکھنے میں گرامر اور ہجے کی غلطی ہو گئی ہو تو اس کی اصلاح ہوجائے ۔ پھر ایک مستند مسودہ تیار کیا گیا جس پر الفراء نے دوبارہ نظر ثانی کی ۔ اس طرح استاذ اور شاگردوں کی مشترکہ کوشش سے مشہور کتاب ''معانی القرآن،، وجود میں آئی ۔

اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حکومت وقت کی پالیسیوں اور اقدامات پر علماء کے اثر کی حدود کیا تھیں اور علماء اور انتظامیہ کے درمیان تعلقات کی نوعیت کیا تھی ۔

الفراء کی مشہور تصنیف ''الحدود،، کے بارے میں مندرجہ ذیل روایت بیان کی جاتی ہے ۔

''الکسائی جو کہ کوفے کا مشہور عالم تھا اور بعد میں خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹوں کا اتالیق بھی مقرر ہوا اس کے بہت سے شاگرد الفراء کے پس آئے اور گزارش کی کہ آپ ہمیں صرف و نحو کے بارے میں کچھ باتیں لکھوا دیجئے ۔ الفراء نے ان کی درخواست قبول کرلی ۔ جب وہ تین لیکچر دے چکے تو چند طالب علموں نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا ''یہ تو ہمیں وہ اصول سکھا رہے ہیں جو ابتدائی جماعتوں میں چھوٹے بچوں کو سمجھائے جاتے ہیں اس لئے ان سے گرامر سیکھنے کا سلسلہ ترک کردینا چاہئے،، ۔ جب یہ طلبہ چلے گئے تو الفراء بہت ناراض ہوئے اور کہا ''انھوں نے خود مجھ سے پڑھنے کو کہا تھا اور اب یہ بھاگ گئے ہیں ۔ بخدا اگر آج دو طالبعلم بھی جماعت میں آگئے تو میں انہیں گرامر کے اصول ضرور لکھواؤں گا،، ۔

اس طرح سوله برس تک وہ گرائمر کے اصول لکھواتے رہے ۔ لکھواتے وقت کسی نے کبھی ان کے ھاتھ میں کوئی کتاب نه دیکھی ما سوائے ایک موقعه کے جب وہ ایک خاص باب لکھوا رہے تھے ۔ الفراء کے سب سے مشہور شاگرد 'طالب' تھے ۔ ان کا بچپن بغداد میں گزرا تھا کیونکه ان کا بیان ہے که جب ان کی عمر چار برس کی تھی تو انھوں نے اپنے باپ کے کندھے پر بیٹھ کر خلیفه المامون کا جلوس بازار سے گزرتے دیکھا تھا ۔ طالب نے تحصیل علم کا آغاز سوله برس کی عمر میں کیا ۔ پچیس برس کی عمر تک انھوں نے اپنے استاد الفراء کی تمام تصنیفات اس طرح حفظ کرلی تھیں که ان کا بیان ہے که ''الفراء کی کتابوں کا ایک ایک لفظ مجھے یاد ہے جب میں ان سے پڑھا کرتا تھا تو مجھے گرائمر کے علاوہ کسی اور مضمون میں اتنی دلچسپی نه تھی لیکن گرائمر پر عبور حاصل کرنے کے بعد میں نے شاعری، فن خطابت اور لطیف نثر نگاری پر اپنی تمام توجه مرکوز کردی،، ۔ الفراء سے یه تمام مضامین پڑھنے کے بعد طالب ایک اور جید عالم کے ساتھ دس سال تک تحقیق علم کا کام کرتے رہے ۔ اپنے دور میں ان کے علم و فضل کا شہرہ اسقدر عام ھوگیا تھا که بلا مبالغه سینکڑوں طالب علم روزانه ان کی جماعتوں میں حاضر ھوتے تھے ۔

طالب کی شکل و صورت اور لباس کی تصویر آسانی سے ذھن میں لائی جا سکتی ہے ۔ سر پر بہت بڑا عمامه، چہرے پر خوبصورت ڈاڑھی، صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک عالمانه شخصیت کرسی پر بیٹھی ہے، سامنے اور دائیں بائیں نہایت ھی متجسس طالبعلموں کی ایک جماعت فرش پر بیٹھتی ہے ۔ طالب چمڑے کے سلیپر پہنے ھوئے ھیں ۔ کتاب کا مسودہ ھاتھ میں ہے ۔ سیاھی کی دوات اور قلم ساتھ ہے ۔ عموماً پڑھنے اور پڑھانے کا وقت فجر کی نماز کے فوراً بعد شروع ھوکر دوپہر سے کچھ دیر پہلے ختم ھوتا ہے تھا ۔ اس کے بعد

طالب علم ناشتہ اور دوپہر کا کھانا تقریباً اکٹھا ہی تناول کرتے تھے ۔ جماعتیں دوپہر کے وقت سے لے کر مغرب کی نماز تک کے وقفے میں بھی بیٹھتی تھیں جس کے بعد طلبہ رات کا کھانا کھاتے تھے اور اپنی نجی پڑھائی میں مصروف ہوجاتے تھے ۔ اکثر طلبہ مغرب کی نماز کے بعد بھی اساتذہ کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے ۔ اور بعض اوقات باقاعدہ تدریس کا کام بھی سر انجام دیا جاتا تھا ۔ قدیم قاہرہ کی جامع مسجد میں شام کے وقت تقریباً ایک سو جماعتیں بیٹھتی تھیں جن میں قرآن، فقہ، ادبیات اور فلسفہ کے مضامین پڑھائے جاتے تھے ۔ طالب علم کو آزادی تھی کہ وہ اپنی مرضی کے استاد کی جماعت میں جائے اپنے مزاج کے موافق مضمون پڑھے اور جس وقت اسے سہولت ہو صبح دوپہر یا مغرب کے بعد کی جماعتوں میں حاضر ہو ۔ تعلیمی نظام میں سلیبس میں گروپ بندی کی کوئی قید نہ تھی اور طلبہ اپنی مرضی سے ایک دو تین یا جتنے بھی مضامین چاہتے ان میں علم حاصل کر سکتے تھے ۔ اعلی تعلیمی اور تحقیقی سر گرمیوں میں جو لوگ شامل تھے اسلامی سوسائٹی میں ان کا ایک علیحدہ طبقہ وجود میں آگیا تھا ۔ علماء امیر تو نہ تھے لیکن مطمئن ضرور تھے ۔ کیونکہ پرانی عربی کتابوں میں ان کے بارے میں اکثر ایسی حکایتیں ملتی ھیں جن سے ان کی خوش مزاجی، خوش پوشاکی اور خوش خوراکی کا علم ھوتا ھے ۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ھے کہ اساتذہ کرام کو ان کے علم و فضل کی بنا پر نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور طلبہ کو جو تعلیم و تربیت وہ مہیا کرتے تھے اس کا ہر طبقے میں اعتراف کیا جاتا تھا ۔

(مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل دو کتابوں سے مدد لی گئی ھے ۔

(1) Muslim Education in Medieval Times by Bayard
(2) Muslim Education by Tritton

اس کے علاوہ انسائکلو پیڈیا بریٹانیکا کے مضمون اسلامی فن تعلیم سے بھی استفادہ کیا گیا ھے ۔